طلبِ معاش کی اہمیت، اس کی ترقی کے اسباب قرآن اور سنت کی روشنی میں

*خیر محمد آصف میمن

ABSTRACT

Trade has been considered as the most important mode of caring livelihood. Trade is considered as sole biggest medium because all other modes carry secondary position ,as they all derive from trade in one way or the other. That's way crafts and services have gained much success in this era of machinery and technology. In spite of all this trade assumes the same highest positions in this era too .

Islam has not left trade on its own but has framed principles. These principles are not only helpful on individual scale but they give benefits to whole community. It benefits in this world and hereafter of its users. Islam is an eternal religion, so it addresses all problems of this era and of upcoming in its teachings. We can gain both worldly and hereafter benefits by acting upon Islamic principles.

We have glorious examples of past traders who visited the whole world in order to carry trade. They trade far and wide on the basis of Islamic principles. They not only maintained their businesses, but also preached Islam through their just dealings and humble behavior. Their customers or the people who come into their contact were so impressed that they not only became Muslims but also changed their traditions, Customs, culture and even languages.

This article discusses the reasons that explicate the beauty of Trade.

Key Words: Trade, live hood, principles, dealings, Market.

تعارف:

آج پوری دنیا ایک گاؤں(Global Village) بن چکی ہے، خرید وفروخت کی ایسی نت نئ صورتیں سامنے آرہی ہیں جو زمانہ ماضی میں پیش نہیں آئیں۔ مختلف مذاہب اور مسالک کے لوگوں کے درمیان خرید وفروخت جدید سے جدید طریقوں جیسےInternet, Telephone, Email,اورFaxوغیرہ سے ہورہی

* ریسرچ اسکالر، جامعہ سندھ، جام شورو

ہے۔ہزاروں میل دور بیٹھے لوگ، بن دیکھے لاکھوں ڈالروں کے سودے کر رہے ہیں۔ مصنوعات (Products) کے مارکیٹ میں آنے سے پہلے دنیا کو اس تعارف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے فوائد اور نقصانات کا علم بھی ہو جاتا ہے۔ مصنوعات کے مارکیٹ میں آنے سے پہلے بلکہ بسا اوقات اس کے وجود سے بھی پہلے اس کی خرید و فروخت شروع ہو جاتی ہے۔ایسے حالات میں بہت سے ایسے معاملات ہو رہے ہیں جو شریعت کی رو سے ناجائز اور ممنوع ہیں۔ ان معاملات کا عوام کو تو کیا خواص کو بھی اس کے عدمِ جواز کا ادراک تک نہیں ہوتا۔ایسے ناجائز معاملات کرنے اور ان سے آمدنی کھانے کی وجہ سے ایک طرف ہم مسلسل قہرِالٰہی کو دعوت دے رہے ہیں، دوسری طرف ان معاملات کا براہ راست اثر ہماری عبادات اور دعاؤں پر بھی پڑ رہا ہے، جس کے باعث مسلمان دنیا اور آخرت کے خسارے سے دوچار ہیں۔ایسے حالات میں اس بات کی ضرورت ہے کہ طلب معاش اور اس کی ترقی کے اسباب امت کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ حرام خوری اور اس کے نتائج سے حفاظت ہو اور امت حلال وطیب کو استعمال کر کے اللہ تبارک تعالی کی خوشنودی حاصل کرے۔

تجارت کی معنی:

بیع کا ہم معنی لفظ تجارت ہے۔ تجارت باب نصر سے آتا ہے، اسی معنٰی میں باب افعال سے اَتجر یتجر اِتجارا آتا ہے۔تاجر کی جمع تَجر، تِجار اور تُجار آتی ہے۔ عرب اصل میں تاجر شراب فروش کو کہتے ہیں۔تاج العروس میں ہے:

"أصل التاجر عندهم الخمار يخصونه من بين التجار، ومنه حديث أبي ذر (كنا نتحدث أن التاجر فاجر)"[1]

ترجمہ: عرب کے ہاں تاجر کی اصل خمار فروش ہے، وہ اس کو دوسرے تاجروں سے ممتاز رکھتے ہیں اور اسی سے حضرت ابوذر کی حدیث ہے کہ ہم آپس میں باتیں کرتے کہ تاجر فاجر ہے۔

علامہ زبیدیؒ نے تجارت کی تعریف ان الفاظ سے فرمائی ہے: "التجارة تقليب المال لغرض الربح"[2]

ترجمہ: نفع کی غرض سے مال کو تبدیل کرنے کو تجارت کہتے ہیں۔

مجازا تجارتِ رابحہ عمل صالح کو اور تجارتِ خاسرہ معاصی کو کہا جاتا ہے۔اسی سے اللہ تعالی کا ارشاد: " أُولَٰئِكَ

الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَى فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ"[3] ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی خرید لی ہدایت کے بدلے سونہ توان کی تجارت ہی سود مند ہوئی نہ وہ ہدایت پانے والے ہوئے" آتی ہے۔

"البيع ضد الشراء، والبيع: الشراء أيضا، وهو من الأضداد وبعت الشيء شريته،قال أبو عبيد: كان أبو عبيدة وأبو زيد وغيرهما من أهل العلم يقولون إنما النهي في قوله لا يبع على بيع أخيه إنما هو لا يشتر على شراء أخيه، فإنما وقع النهي على المشتري"[4]

اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ"[5] ترجمہ: "اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضاجوئی کے لیے اپنے آپ کو بیچ دیتے ہیں"۔

بیع میں خرید اور فروخت دونوں واقع ہوتی ہیں، اسی بات کی طرف علامہ علی حیدرؒ نے "مبادلة الشئی بالشیء"[6] میں مبادلہ کی لفظ سے اشارہ کیا ہے جو کہ جانبین کا وظیفہ ہے۔ لفظِ بیع کے اشتقاق کے بارے میں الانصاف میں ہے کہ بیع کا لفظ باع سے مشتق ہے، باع کی معنٰی بازو کے ہیں اور بیع کو بھی بیع اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں فروخت کنندہ اور بیچنے والوں میں ہر ایک دوسرے کی طرف لینے اور دینے کے لیے اپنی بازوؤں کو پھیلاتے ہیں۔[7]

بیع کی مشروعیت:

بیع کی مشروعیت قرآن، سنت، اجماع اور قیاس سے ثابت ہے۔ قرآن مجید کی بہت آیات خرید وفروخت کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"احل الله البيع وحرم الربوا"[8]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

طحاوی شریف کی درجِ ذیل روایت سے بھی بیع کی اباحت کا علم ہوتا ہے جو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے: "عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت میں بازاریں تھیں جنمیں لوگ تجارت کرتے تھے، پھر جب اسلام آیا تو لوگوں نے ان میں تجارت کرنا گناہ سمجھا، انھوں نے آپ ﷺ سے اسکے متعلق دریافت فرمایا تو سورہ بقرہ کی آیت لیس علیکم جناح الخ آیت نازل ہوئی کہ حج کی موسم میں تجارت کرنے میں کچھ حرج نہیں۔"[9]

اجماع سے بھی خرید وفروخت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ بیع کے جواز

پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔[10] قیاس سے بھی خرید و فروخت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے کہ انسان مختلف انواع کی اشیا کا محتاج ہوتا ہے، ان تمام اشیا کو بذات خود حاصل کرنے پر وہ قادر نہیں مثلاً زمین میں بیج ڈالنا، اس کی خدمت کرنا، حفاظت کرنا، کٹائی، گہائی، پسائی کا کام کرنا، ایسے ہی اپنے ہاتھ سے کپڑے بنانے کے جو مراحل ہیں ان سب کو اکیلا انسان عبور نہیں کر سکتا، ان اشیا کا حصول یا بیع کے ذریعے ہو گا یا سوال اور غصب سے ہو گا یا پھر انسان اپنی سب ضروریات کو دبا کر صبر کرے، بیع کے علاوہ باقی طریقوں میں بڑا فساد ہے، تو بیع ہی کسی چیز کے حصول کا بڑا ذریعہ ہوا۔

خرید و فروخت کے مسائل کا علم:

خرید و فروخت کا ایک ادب یہ ہے کہ تجارتی مسائل کا علم حاصل کیا جائے، علم کے بغیر اگر تجارت کی جائے گی تو ایسا آدمی سودی، غرر، قمار وغیرہ جیسے معاملات کرنے لگے گا، جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا مستحق بن جائے گا۔ زمانہ ماضی میں مسلمان حکمرانوں اور ارباب حل و عقد کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ تجار معیشت کے احکام سیکھ کر تجارت کریں تاکہ سود اور دیگر ناجائز و حرام معاملات سے بچ سکیں۔ حضرت عمر نے حکم جاری فرمایا کہ ہماری بازار میں صرف وہ شخص تجارت کرے جس کو دین میں تفقہ حاصل ہو۔[11] امام غزالی تجارت کی اہمیت کو اجاگر کر کے لکھتے ہیں کہ کھانے کے بغیر دنیا میں رہنا ناممکن ہے، اس لیے طلب معاش کے طرق کو سیکھنا بھی لازم ہے۔[12]

تجارت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمان جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے اس وقت مدینہ میں یہود کی بازاریں اور ان کے تجارت زوروں پر تھی۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے الگ بازار قائم کرنے کی فکر فرمائی۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مختلف جگہوں کا خود سے معاینہ فرمایا۔ ایک جگہ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ جگہ مسلمانوں کی بازار کے لیے مناسب نہیں۔ اس طرح دوسری جگہ کا معاینہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ جگہ بھی مناسب نہیں۔ اس کے بعد تیسری جگہ کا جب معاینہ فرمایا اور اس کا چکر لگایا تو کہا کہ یہ جگہ مناسب ہے۔ اس میں کمی بھی نہیں ہو گی اور اس میں ٹیکس بھی نہیں لگایا جائے گا۔ مسند ابن ماجہ کی روایت ہے:

"أن رسول الله صلى الله عليه و سلم ذهب إلى سوق النبيط . فنظر إليه فقال (ليس هذا لكم بسوق) ثم ذهب إلى سوق . فنظر إليه فقال (ليس هذا لكم بسوق) ثم رجع إلى هذا السوق فطاف فيه ثم قال (هذا سوقكم . فلا ينتقصن ولا يضربن عليه خراج)"[13]

یہ بات بھی روزِروشن کی طرح عیاں ہے کہ انسانی ضروریات کا عمومی تعلق انسانی معیشت کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔اللہ رب العزت کاارشاد ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ[14]

ترجمہ: ہم نے تم کو زمین میں اختیار دیا ہے اور اس میں تمہاری معیشت رکھی ہے۔

معاش میں کامیابی اور برکت کے منصوص اصول:

قرآن اور حدیث اور نصوص میں اگر غور اور فکر کیا جائے تو کچھ ایسی ہدایات اور نصوص سامنے آتی ہیں جو انسان کے معاش میں کامیابی اور برکت کی خبر دیتی ہیں۔تتبع اور غور و فکر کرنے سے معیشت میں حصولِ برکت کے درجِ ذیل اصول سامنے آتے ہیں:

1۔تاجر کا مؤمن اور پرہیزگار ہونا ضروری ہے، تقوٰی کو قرآن مجید میں برکت کا سبب بتایا ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ"[15]۔ اس آیت کا مفہوم ہے کہ اگر زمین والے تقوی اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے زمین اور آسمان سے برکت کے دروازے کھول دیں گے۔

2۔سچائی اور خریدار کی خیر خواہی کرنا برکت اور خوشحالی کا باعث ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"البيعان بالخيار ما لم يفترقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما فيبيعهما"۔[16]

ترجمہ: بائع اور مشتری کے الگ ہونے سے پہلے ان میں سے ہر ایک کو اختیار ہوتا ہے، اگر انھوں نے سچ بولا اور درست بات بیان کی تو ان کو برکت دی جائے گی۔

3۔ صبح جلد کاروبار شروع کرنے کو بھی برکت کا سبب بتایا گیا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"اللهم بارك لأمتي في بكورها"[17] یعنی اللہ میری امت کے صبح میں برکت دیں۔

4۔اللہ تعالی کے دیئے پر رضامند ہونا اور اس پر شکر کرنا رزق میں برکت کا سبب ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"فمن رضي بما قسم الله له، بارك الله له فيه، ووسعه، ومن لم يرض لم يبارك له"[18]

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالی کی تقسیم پر راضی ہوا تو اللہ تعالی اس کو برکت دیں گے اور جو راضی نہ ہوا تو اس کو برکت نہ دی جائے گی۔

5۔ زکات کو ادا کرنا اور صدقہ، خیرات کرنا طہارت اور برکت کا سبب ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا"۔[19]

یعنی ان سے صدقہ خیرات لے کر ان کو پاک کریں۔

6۔ حرام اور مشتبہ معاملات سے پرہیز کرنا بھی مال میں اضافے کا سبب ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ"[20]۔ سود سے مال میں کمی آتی ہے اور اور صدقے سے مال بڑھتا اور برکت آتی ہے۔

7۔ غیر منقولہ جائیداد کو آدمی بغیر کسی مجبوری کے نہ بیچے، اگر کسی مجبوری کے باعث غیر منقولی چیز دکان، گھر وغیرہ کو بیچے تو اس سرمایہ کو دوبارہ غیر منقولی اشیاء کی خریداری میں لگانے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

" من باع دارا أو عقارا، فلم يجعل ثمنها في مثله،كان قمنا أن لا يبارك له فيه"[21]۔

ترجمہ: جس نے گھر یا دوسری غیر منقولی چیز بیچی پھر اس نے اس کے ثمن کو اس کے مثل غیر منقولی چیز نہ خریدی تو مناسب ہے کہ اس کے لیے اس میں برکت نہ دی جائے۔

کاروباری معاملات میں توکل:

کاروبار میں دلیری اور توکل کو بہت ہی زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ توکل کی معنٰی سے بہت سے افراد بے خبر ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی توکل کی معنٰی ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

"توکل کی معنی ہیں ان تمام جائز اسباب اور جائز وسائل و ذرائع کو شریعت کی حدود کے اندر استعمال کرنا جو حصول رزق کے لیے ناگریز ہیں اور پھر نتیجہ کو اللہ پر چھوڑ دینا"[22]

بڑی تباہی اس توکل میں ہے جس میں آدمی کام کو چھوڑ کر بیکار بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ کام اور محنت کا مددگار صحیح شرعی توکل ہے جو محنت، حرکت اور چستی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مزید وضاحت آپ ﷺ نے اس اعرابی کو ارشاد

فرمائی جب اس نے ارادہ کیا کہ اپنی اونٹنی کو کھلا چھوڑ دے اور اللہ تعالی پر توکل کرے تو آپ ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا:

"اعقلها وتوكل"[23]

ترجمہ: اونٹنی کو باندھو اور توکل کرو۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے مختصر الفاظ میں توکل کی تفسیر فرمادی کہ دونوں کاموں کو ساتھ کرو کہ سبب بھی اختیار کرو اور اللہ تعالی پر اعتماد بھی کرو۔ اللہ تعالی اس سبب کو اونٹنی کی حفاظت کا ذریعہ بنائیں گے کہ کوئی چور بھی نہیں پہنچے گا اور کوئی بچہ بھی اس کی رسی نہیں کھولے گا۔ یہ ہی صحیح شرعی توکل ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر کام اسباب اختیار کرنے کے ساتھ کیا جائے پھر اللہ تعالی پر توکل کیا جائے۔ جب اس طرح سے عمل کیا جائے گا تو پھر درست نتائج سامنے آئیں گے۔ اگر صرف توکل بغیر عمل کے ہو یا عمل بغیر توکل ہو تو اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔

حلال کا استعمال اور حرام سے اجتناب:

انسانی جسم سے جس طرح مادی غذا کا تعلق ہے اور اسی پر انسانی زندگی موقوف ہے کہ اگر اچھی غذا استعمال کی جائے تو صحت اچھی رہتی ہے اور اگر خراب اور سڑی ہوئی غذا استعمال کی جائے تو صحت خراب ہوتی ہے، اسی طرح غذا کا انسانی جسم کے ساتھ روحانی تعلق بھی ہے کہ اگر حلال اور پاکیزہ غذا استعمال کی جائے تو انسانی جسم سے نکلنے والے اعمال بھی اچھے ہوتے ہیں اور اگر حرام اور نجس اشیاء استعمال کی جائیں تو انسان کے اعمال اور کردار بھی عمدہ نہیں رہتا۔ اللہ تبارک و تعالی نے انسانوں کے لیے طیب اشیاء کو حلال اور خبیث اشیاء کو حرام قرار دیا ہے۔ جب کسی چیز کو اللہ تعالی نے حرام فرمایا تو مخلوقپر اس کے خبث اور ضرر کے سبب اس کو حرام قرار دیا ہے، پھر چاہے مخلوق کو اس نقصان معلوم ہو یا نہ ہو، البتہ بعض اہل ادیان پر کچھ چیزیں سزا کے طور پر بھی حرام کی گئیں جیسے یہود کے لیے ناخن والے جانور، چربی وغیرہ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے حرام قرار دی گئیں۔

حرام اشیاء کا خبث کبھی واضح ہوتا ہے کہ اس کو ہر کوئی جانتا ہے جیسے شراب اور مردار کو استعمال کرنے سے عقل، مال اور بدن کو نقصان پہنچنے کو ہر کوئی جانتا ہے اور کچھ حرام چیزوں کا خبث اور ضرر مخفی ہوتا ہے اس کو ہر کوئی نہیں جانتا جیسے خنزیر کی قباحت کو ہر کوئی نہیں جانتا۔ انسان پر ضرورت کے بقدر حلال رزق کا حصول اور اس کے متعلق علم حاصل کرنا فرض ہے۔

حلال اور حرام کے اثرات:

حلال اور حرام کے اثرات کے حوالے سے سائنس سے بھی یہ بات ثابت ہوچکی ہے انسان کی غذا کا اثر اس کے جسم کے علاوہ اسکی عادات اور اطوار پر بھی پڑتا ہے۔ اگر انسان حلال غذا استعمال کرے تو اس سے اچھی صفات پیدا ہونگی مثلا حلال کھانے سے دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے جسکے باعث عبادات میں شوق پیدا ہوتا ہے اور انسان میں اخلاقِ حسن مثلا صبر، شکر، تواضع، بردبار یاور سچائی وغیرہ جیسی صفات پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ انسان میں آخر تک یفکر پیدا ہوتی ہے اور اگر انسان کا کھانا پینا حرام ہوگا تو سب سے پہلا اثر انسان کی دل پر پڑتا ہے اور دل تاریک اور سخت ہوجاتی ہے جس کے باعث اللہ تعالی کا خوف انسان سے ختم ہو جاتا ہے جس کی وجہ اچھے اعمال کی توفیق بندے سے چھن جاتی ہے اور اس پر برے خیالات مسلط ہوجاتے ہیں اور اس پر ہر وقت نفسانی خواہشات کا غلبہ رہتا ہے اور اس کی زندگی برے اخلاق کا مجموعہ بن جاتی ہے اور یہ شخص لالچ اور پریشانی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

نیا کاروبار شروع کرنے میں کا اصول: بنیادی ضروریات کی تکمیل:

ہر انسان کو زندہ رہنے کے لیے کچھ ضررویات ہوتی ہیں۔اسلامی معیشت کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ عوام کو ضرورت کی اشیاء فراہم ہوں، لیکن اس یہ مقصد نہیں کہ حکومت مطلوبہ خدمات اور اشیاء عوام کو ان کے گھر کی دہلیز پر پہچائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ حکومت روزگار، اشیاء و خدماتِ ضروریہ وغیرہ کا انتظام کرے تاکہ معاشرے کے تمام افراد اپنی ضرورت کے مطابق اس سے انتخاب کر سکیں،البتہ اگر کوئی معذور، مریض، بوڑھا ہو یا کوئی بے روزگار یا کسی حادثے کی وجہ سے معذور ہو جائے اور اس کا کوئی کفالت کرنے والا نہ ہو تو حکومت پر لازم ہے کہ ایسے افراد کی ضروریات زندگی کی تکمیل کرے۔

مسلمان تاجر کے لیے ضروری ہے کہ کہ وہ اس حلال کاروبار کو اختیار کرے جس سے لوگوں کی زیادہ ضروریات پوری ہوں اور جس میں دنیا و آخرت کا فائدہ ہو مثلاً ایک سونے، زیورات اور زرگری کا کاروبار ہے، دوسری طرف سستے گھر، فلیٹ بنانے کا عمل ہے۔ایک اچھے تاجر اور سرمایہ کار کی شان یہ ہے کہ وہ دوسرے

کاروبار کی طرف متوجہ ہو تا کہ لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری ہوں۔ایسے ہی نقش ونگار، اشیاء تکبر واسراف اور لگزری مصنوعات کے کاروبار سے حتی الامکان پرہیز کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"إني وهبت لخالتي غلاما أرجو أن يبارك لها فيه وقلت لها لا تسلميه حجاما ولا قصابا ولا صائغا"[24]

ترجمہ: میں نے اپنی خالہ کو غلام ہبہ کیا، دعا ہے کہ اللہ تعالی اس میں برکت عطا فرمائیں اور میں نے خالہ کو کہا کہ اس غلام کو حجام، قصائی اور سنارے کے حوالے نہ کرنا۔

مطلب کہ اگر آپ اس کو کوئی ہنر سکھانا چاہیں تو کوئی اچھا سا ہنر سکھانا، اس کو ایسے ہنر نہ سکھانا۔ اسی وجہ سے علماء ان حرفتوں کو مکروہ تنزیہی فرمایا ہے۔

ضرورت شدیدہ کے علاوہ قرض لینا:

خوشحال زندگی گذارنے کے لیے اسلام کا ایک معاشی ادب قرض سے دور رہنا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"أَقِلَّ من الدين تكن حرا"[25]

ترجمہ: قرض کم کریں اور آزاد زندگی گذاریں۔

قرض کم کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ کم زیادہ قرض نہ ہوا گر کم قرض کو تو کوئی مسئلہ نہیں، اس حدیث شریف ک مقصد قرض والے ہر معاملے سے دور رہنا ہے۔اسلام محنت اور ہمت سے کام کرنے کی ترغیب کے ساتھ آمدنی اور مصرف میں موازنہ رکھنے کا حکم دیتا ہے کہ قرض سے خود کو بچائیں وگرنہ قرض خواہ پریشان کریں گے اور آدمی ان کا غلام بن کر رہے جائے گا۔

نتائج:

☆ اسلام نے طلب معاش کے جائز اصول قرآن اور سنت میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں جو تاقیامت انسانوں کی رہنمائی کے لیے ایک خدائی انعام ہے۔

☆ طلب معاش کا ایک مسلم اصول مستقل مزاجی ہے، تنگ دلی اور بے زاری سے بچا جائے۔ تھوڑا کام اگر

ہمت، چستی، مستقل مزاجی اور محنت سے ہو اس سے کامیابی سے ہمکنار ہونا آسان ہو جاتا ہے۔

☆طعام کا اثر اور عکس انسان کے اخلاق اور صفات پر پڑنے کی وجہ سے اچھے اور پاکیزہ کھانوں کا اثر انسان پر اچھا پڑتا ہے اور برے کھانے کا اثر انسان پر برائی سے پڑتا ہے۔ اسی حکمت کی وجہ سے مضر اور خبیث اشیاء انسان پر حرام قرار دی گئی ہیں۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ قواعدِ شرع یہ کی رعایت ہر چیز میں ضروری ہے کہ ہم حدودِ شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے کسبِ معاش کریں اور حصول معاش سے قبل اس کا علم شرعی ضرور حاصل کرلیں، مبادا یہ کہ یہ کسب کل بروزِ قیامت ہمارے لیے وبال بن جائے اور محققین کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ معاشیات کے ساتھ ساتھ خرید اور فروخت کی جدید صورتوں کو موضوعِ تحقیق بنا کر کام کریں تاکہ اس سے امت کی رہنمائی ہو اور لوگ حرام سے نکل کر حلال کاروبار کی طرف متوجہ ہوں۔

حوالہ جات

1. الزَّبيدي مرتضىمحمّدبنمحمّد :تاجالعروس ، الكويت دار الهداية،طبع بدون طبعة 1972م، ج10، ص 278
2. المصدر نفسه، ج10، ص 279
3. سوره، البقره،(02)، آیت:16
4. ابنمنظورمحمد بن مكرم الإفريقى: لسان العرب،بيروتدار صادر، الطبع الثالث 1414ھ، ج8، ص24
5. سوره،البقره،(2)، آیت :207
6. علي حيدر: درر الحكام شرح مجلةالاحكام العدليه، بيروت دارالكتب العلميه ،الطبعةالثانية 1414ھ، ج1، ص 93
7. أبو الحسنعلي بن سليمان: الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف،بيروت دار إحياء التراث العربي،ج4،ص 260
8. سوره،البقره، آیت:۲۷۵
9. الطحاوي أحمد بن محمد: شرح مشكل الآثار، بيروتمؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى 1415 ھ، ج9،ص 232
10. الكوسجإسحاق بن منصور:مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه، المدينة المنورة عمادة البحث العلمي، الطبعة الأولى 1425ھ ، ج6،ص 2553
11. الترمذي محمد بن عيسى: سنن الترمذي، مصر شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة الثانية، 1395 ھ ، ج2،ص 357
12. امام غزالی: کیمیائے سعادات، ص622

13. ابن ماجة محمد بن يزيد :سنن ابن ماجه ، بيروت دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى 1430 ھ ،ج3،ص 337
14. سوره، الأعراف،(07)،آیت: 10
15. سوره، الأعراف،(07)،آیت: 96
16. أبو داودسليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني:سنن أبي داود، بيروت، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى 1430 ھ، باب خيار المتبايعين، ج5، ص 324
17. المرجع السابق، باب في الابتكارفي السفر، ج4، ص 247
18. أبوعبدالله أحمد بن محمد بن حنبل مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط وآخرون، بيروت، مؤسسةالرسالة، الطبعة الأولى 1421 ھ، ج33، ص 403
19. سوره التوبة (09)، آیت: 103
20. سوره البقرة (02)،آیت: 276
21. أحمد بن حنبل: مسند الإمام أحمد بن حنبل، المرجع السابق، ج31، ص 36
22. غازی محمود احمد،ڈاکٹر،محاضراتِ معیشت و تجارت،اپریل2010،لاھور،الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب،ص24-25
23. الدارمي، محمد بن حبان الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، بيروت مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى 1408ھ، ج2،ص 510
24. البيهقي أبوبكر أحمد بن الحسين السنن الكبرى، بيروت دار الكتب العلمية، الطبعة الثالثة 1424 ھ،،ج6،ص 210
25. البيهقي أبو بكر أحمد بن الحسين : شعب الإيمان، الرياض مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى، 2003 م، ج7،ص385